عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

روزنامہ الفضل قادیان

ALFAZL QADIAN.

ٹیلیفون نمبر ۹۱

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۷ | مورخہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ یوم سہ شنبہ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

(۱) تحریکِ جدید سالِ پنجم کے وعدوں کی آخری میعاد دس فروری ہے

اس کے بعد کوئی وعدہ ہندوستان کا قبول نہ کیا جائے گا۔

(۲) آئندہ سال خصوصیت سے ہندوستوں کو جلسہ پر لانے کی کوشش کی جائے

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

(۱)

پہلے تو میں تحریکِ جدید سالِ پنجم کی میعاد کے متعلق آج یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس سال کا چندہ لکھوانے کی آخری تاریخ دس فروری ہے (میں نے خطبہ میں ۳۱ جنوری کہا تھا۔ مگر چونکہ خطبہ دیر سے شائع ہو رہا ہے۔ دس فروری آخری میعاد کر دی ہے۔) اس وقت تک میں یہ اعلان نہیں کر سکا تھا۔ کیونکہ پہلے خطبہ میں تو یہ بات مجھ سے نظر انداز ہو گئی۔ اور بعد میں مَیں نے سمجھا۔ کہ اب تو دوست جلسہ سالانہ پر آنے ہی والے ہیں۔ اب اگر اس چندہ کی میعاد کے متعلق اعلان کیا گیا۔ تو اس کا چنداں فائدہ نہ ہوگا۔ سو آج میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ

تحریکِ جدید کے پانچویں سال کا چندہ لکھوانے کی آخری تاریخ ہندوستان میں رہنے والوں کے لئے بنگال اور مدراس کے اصل باشندوں کو مستثنےٰ کرتے ہوئے کہ وہاں کی زبان مختلف ہے۔ اور ہم ہمیشہ وہاں کے رہنے والوں کو زیادہ عرصہ دیا کرتے ہیں۔ دس فروری ہے پس دوستوں کی طرف سے وہی وعدے قبول کئے جائیں گے۔ جو یا تو اس عرصہ میں دفتر میں پہونچ جائیں گے۔ یا جن پر ڈاکخانہ کی مُہر ۱۱۔ فروری کی ہوگی۔ کیونکہ دس فروری جو آخری تاریخ ہے۔ اس کی شام کو اگر کوئی شخص وعدہ لکھانا چاہے۔ تو اسی روز اس کا خط ڈاکخانہ سے روانہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا خط بہر حال گیارہ فروری کو روانہ ہو سکے گا۔

وصیتیں

نمبر ۵۲۸۴ منکہ ڈاکٹر سید ظہور اللہ احمد ولد سید ضیاء اللہ احمد قوم سادات پیشہ ڈاکٹری عمر چوراسی ۸۴ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۲ء ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ جون ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اس وقت میری جائیداد دو المایاں قیمتی دس روپے اور کچھ کتابیں قیمتی پندرہ روپے ہیں۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کرتا ہوں۔ اگر آئندہ کوئی جائداد پیدا کروں یا کسی دوسرے ذریعہ سے اس کا حق مجھ کو ملے تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان حقدار ہوگی۔ میرے وارثان اس وصیت کے پابند ہوں گے۔ اس کے علاوہ سرکار نظام سے مبلغ ۲۰۰ سکہ عثمانیہ ماہانہ وظیفہ ملتے ہیں۔ اس آمد پر میرا گزارہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کو بھی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں اور وصیت کی رقم ماہ بماہ تا زیست ادا کرتا رہوں گا۔ العبد سید ظہور اللہ احمد سول سرجن۔ گواہ شد حبیب اللہ خان ولد ذوالفقار علی خاں صاحب۔ گواہ شد محمد ابراہیم ولد محمد جمال صاحب۔

نمبر ۵۲۸۶ منکہ حسن بی بی زوجہ عبدالحکیم قوم مغل عمر ۵۲ سال تاریخ بیعت ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء ساکن کشمیر حال قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ (۱) حق مہر بذمہ خاوند ۲۰۰/۰ (۲) زیور بنارسے قیمتی ۲۰/۰ کل ۲۲۰/۰ اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میرے فوت ہونے کے بعد اگر میری اور جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد حسن بی بی بقلم خود۔ گواہ شد استانی فاطمہ بیگم نصرت گرلز سکول قادیان دارالامان۔ گواہ شد: سعیدہ بیگم اہلیہ بابو وزیر محمد صاحب

نمبر ۵۲۸۸ منکہ عائشہ بیوہ ابراہیم خان قوم پٹھان عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن ویروال ڈاکخانہ خاص ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۵/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری موجودہ جائداد بروئے حصہ شرعی قریباً ۱۷ بیگہ اراضی رقبہ گڑھی شاہی تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر میں مع ۱/۴ حصہ مکان ہوتی ہے۔ جسے میرے پسران تسلیم کرتے ہیں۔ جو احمدی ہیں۔ جن میں عبدالواحد خان اور عبدالمجید خان موصی ہیں۔ اراضی مذکور کی قیمت کا ۱/۱۰ حصہ ۲۷۰/۰ روپے ہوتا ہے۔ اراضی مذکور کی سالانہ آمد اوسطاً ۸۵/۰ روپیہ ہے۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ تعالے ادا کرتی رہوں گی۔ الامتہ مسماۃ عائشہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد عبدالمجید خان پسر موصیہ۔ گواہ شد شیخ عابد علی سکرٹری تحریک جدید دار التبلیغ ویروال افغاناں۔

نمبر ۵۲۸۱ منکہ اقبال خاتون زوجہ چوہدری فتح محمد صاحب بٹالوی قوم راعی عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۴ جولائی ۱۹۳۲ء ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت مندرجہ ذیل جائداد ہے۔ (۱) کڑے طلائی ایک جوڑی وزنی سات تولہ ۳ ماشہ قیمتی تخمیناً ۲۶۱/۰ روپے (۲) ہار طلائی ایک عدد وزنی آٹھ تولہ ۵ ماشہ مع نگ تخمیناً ۳۱۹/۰ روپے۔ (۳) کلپ طلائی ایک عدد وزنی ۸ ماشہ مع نگ تخمیناً ۲۴/۰ روپے (۴) کلپ طلائی ایک عدد وزنی ۲ ماشہ ۷ رتی مع نگ تخمیناً ۹ روپے (۵) کانٹے طلائی ایک جوڑی وزنی ۶ ماشہ مع نگ تخمیناً ۱۷/۰ روپے (۶) انگوٹھی طلائی تین عدد وزنی ۱ ماشہ مع نگ تخمیناً ۴۲/۰ روپے (۷) گھڑی ایک عدد تخمیناً ۱۵/۰ روپے (۸) نقد و اشیائے متفرق شرعی مہر اس میں شامل ہے۔ ۱۰۱/۰ روپے کل ۷۷۰/۰ روپے مذکورہ بالا میزان ۷۷۰/۰ کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ ۷۷/۰ روپے بنتے ہیں جو کہ میں انشاء اللہ اپنی زندگی میں ادا کردوں گی۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے وقت مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم بطور قیمت مندرجہ بالا جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم وصیت کردہ حصہ کی قیمت سے منہا سمجھی جائیگی۔ الامتہ اقبال خاتون بقلم خود گواہ شد فتح محمد عفی عنہ خاوند موصیہ مری روڈ راولپنڈی گواہ شد: محمد اسماعیل عفی عنہ سکرٹری وصایا راولپنڈی

نمبر ۵۲۸۰ منکہ رضیہ بیگم زوجہ ملک صدیق احمد قوم ککے زئی عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن پاکپٹن ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۵/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میری جائیداد بصورت زیورات طلائی بتیس تولہ سونا اور مبلغ پانصد روپیہ مہر جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ جس کی مجموعی قیمت ۱۴۰۰/۰ روپے ہوتی ہے۔ اس چودہ صد روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ نہ میری کوئی جائداد ہے۔ نہ کوئی ماہوار آمدنی۔ اگر اس حصہ وصیت میں کوئی رقم میں اپنی وفات سے پہلے صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کردوں تو وہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

واردھا ۱۴ جنوری۔ دربار جے پور نے نقض امن کے خطرہ سے سیٹھ جمنا لال بجاج کا داخلہ ریاست میں بند کر دیا ہے۔ سیٹھ صاحب نے اعلان کیا ہے کہ اگر ۳۱ جنوری سے پہلے پہلے پابندی نہ ہٹائی گئی تو میں یکم فروری کو ریاست میں داخل ہونے کی کوشش کرونگا۔

روم ۱۳ جنوری۔ اٹلی اور برطانیہ کی گفت وشنید ختم ہو چکی ہے۔ اس بارے میں جو مشترکہ اعلان کیا گیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ فریقین نے آپس کے تعلقات بڑھانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ نیز یورپ میں امن قائم رکھنے کی پالیسی پر عمل کرنے کا ارادہ کا اعادہ کیا۔

بغداد ۱۴ جنوری۔ وزیر اعظم فلسطین نوری سعید فلسطین کانفرنس میں شرکت کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز لندن روانہ ہو گئے

یوروشلم ۱۴ جنوری۔ آج کئی عربوں کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ اس کے خلاف عرب آزاد کمیٹی نے اعلان کیا تھا۔ کہ ہڑتال کی جائے گی۔ اس ہڑتال کو غیر موثر بنانے کے لئے فوجی کمانڈر نے پرانے شہر میں ۴۸ گھنٹوں کے لئے کرفیو آرڈر جاری کر دیا ہے۔ اس عرصہ میں کوئی شخص گھر سے باہر نہیں نکل سکے گا۔

دہلی ۱۴ جنوری حکومت ہند کے محکمہ ریل نے صوبائی ریلوے بورڈوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ تیسرے درجہ میں سفر کرنے والے مسافروں کو متوجہ کرنے کے لئے ورنیکلر اخبارات میں زیادہ سے زیادہ اشتہارات دیئے جائیں۔ تاکہ آمدنی میں جو کمی ہو رہی ہے وہ دور ہو جائے۔

بمبئی ۱۴ جنوری۔ آریہ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ حیدر آباد کے حکام نے یہ حکم "اوم" کا جھنڈا نہ لہرایا جائے واپس لے لیا ہے۔ اعلان میں لکھا ہے کہ یہ حکم حکومت کے علم کے بغیر کسی ایک آدھ جگہ جاری کر دیا گیا تھا۔

نئی دہلی ۱۴ جنوری۔ ہندو مہا سبھا دہلی نے اخبارات کے نام وہ چٹھی شائع کرائی ہے جو ان کے پریذیڈنٹ مسٹر دنا.. دامودر ساورکر نے رائٹ آنریبل سر اکبر حیدری وزیر اعظم ریاست حیدر آباد کو لکھی ہے۔ چٹھی کے آخر میں مسٹر ساورکر نے لکھا ہے کہ اگر ان کے مطالبات کو منظور نہ کیا گیا تو ستیہ گرہ کو جو پہلے ہی شروع ہے زیادہ زور کے ساتھ جاری کر دیا جائے گا۔

پیرس ۱۴ جنوری۔ ہٹلر نے مسولینی کو مطلع کیا ہے کہ اگلے منگوار کو وہ اپنی فوجوں کی نقل وحرکت ہالینڈ کی سرحد کی طرف شروع کر دے گا۔ تاکہ ڈیموکریسیوں کو پتہ لگ جائے کہ جرمن جرنیلوں کے نزدیک جنگ کرنے کا وقت آگیا ہے۔

لاہور ۱۴ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ ضلع امرتسر کے ایک گاؤں سے پولیس کو ایک مکان سے چار خطرناک بم ملے۔ اس سلسلہ میں ایک سکھ کو گرفتار کر کے لاہور قلعہ میں لایا گیا ہے۔

لنڈن ۱۴ جنوری۔ جنرل فرینکو نے اعلان کیا ہے کہ برطانوی ہوائی جہاز سپین کے اس علاقہ پر نہ اڑیں۔ جس پر اس کا قبضہ ہے اس کا مطالبہ یہ ہے کہ جو ملک اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے وہ پہلے اس کی حکومت کو تسلیم کرے۔ آج اطلاع ملی ہے کہ جنرل فرینکو کی فوجوں نے ایک اور شہر پر قبضہ کر لیا ہے جو تارگونا سے ۱۲½ میل دور ہے۔ اس مقام سے وہ خطرناک بمباری کر سکتا ہے۔

نیویارک ۱۴ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ چینی گورنمنٹ نے امریکہ کے ساتھ نیا کنٹریکٹ کیا ہے جس کے رو سے امریکہ ۲ صد ایسے ہوائی جہاز چین کو مہیا کرے گا۔ جن سے تباہ کن بم گرائے جا سکتے ہیں۔ یہ ہوائی جہاز مارچ کے پہلے ہفتہ میں چین میں پہنچ جائیں گے۔ ان کی قیمت ۱۷ لاکھ پونڈ مقرر ہوئی ہے۔ ہر ہوائی جہاز میں ۵ مشین گنیں رکھی گئی ہیں۔

لنڈن ۱۴ جنوری۔ صوبہ شانسی میں جاپانیوں کو ایک سو میل تک پسپا کر دیا گیا ہے اس جنگ میں ایک لاکھ چینی سپاہیوں نے حصہ لیا۔ انہوں نے ساٹھ بڑے بڑے شہروں پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ جو جاپانیوں نے غصب کر لئے تھے۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ بھاگتے بھاگتے جاپانی سینکڑوں مشین گنیں جنگی لاریاں اور دوسرا سامان چھوڑ گئے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ چینی فوجیں عنقریب ہانکو پر بھی قبضہ کر لیں گی۔

بمبئی ۱۴ جنوری۔ گاندھی جی سے ملاقات کرنے کے لئے سر آغا خان آج رات سورت روانہ ہو گئے ہیں۔ کل صبح باردولی میں ملاقات ہوگی۔

نئی دہلی ۱۴ جنوری۔ سنٹرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں کانگرس پارٹی ریزولیوشن پیش کرے گی۔ کہ ۲ سال کا نوٹس دے کر ہندوستان لیگ آف نیشنز سے علیحدگی اختیار کر لے۔ اس ریزولیوشن پر بہت سے ممبروں کے دستخط حاصل کئے جا چکے ہیں

نئی دہلی ۱۴ جنوری۔ ریاست رنپور سے اطلاع ملی ہے کہ ایک مکان سے جس میں ایک وکیل رہا کرتا تھا۔ پولیس کو ۳ بندوقیں اور ۲۴ کارتوس ملے ہیں۔ آج صبح پولیس نے شہر کے مختلف حصوں پر چھاپے مارے۔ اور کئی اشخاص کے گھروں کی تلاشیاں لیں اس سلسلہ میں آٹھ ایسے اشخاص کو جو پہلے انارکسٹی سرگرمیوں کے لئے سزا پا چکے ہیں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

بمبئی ۱۴ جنوری۔ راؤ راجہ آف سیکر کے ولی عہد کمار ہردیال سنگھ آج انگلستان روانہ ہو گئے ہیں۔

شنگھائی ۱۴ جنوری۔ چینیوں نے جاپان کے خلاف جنگ کا جو نیا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس سے جاپان کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ حکومت چین کی اس چال نے نہ صرف جاپان کی مالی حالت خستہ کر دی ہے۔ بلکہ روس اور جاپان میں تصادم کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ جاپان اس وقت جن مشکلات میں مبتلا ہے اسے دیکھتے ہوئے اس بات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اگر یہ حالت اسی طرح جاری رہی تو جاپان ایک ماہ سے زیادہ عرصہ اپنی جنگ کو جاری نہیں رکھ سکیگا جاپان کے کسانوں میں بے چینی اور بد امنی پھیل رہی ہے۔ سرکار کا خزانہ خالی ہو گیا ہے اور لوگ اب مزید مالی بوجھ کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جھانسی ۱۴ جنوری۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں بیکاری کس شدت سے پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا مظاہرہ آج اس وقت ہوا جب کہ ڈی۔ ایس۔ پی جھانسی کے دفتر میں تیس تیس روپیہ کی دو اسامیوں کے لئے دو ہزار کے قریب اشخاص نے درخواستیں دیں۔ جن میں ۳۰۰ کے قریب گریجوایٹ تھے اس کے علاوہ اس دفتر میں ۲ معمولی کلرکوں کی اسامیاں خالی تھیں ان کے لئے ۷۰۰ کے قریب درخواستیں آئیں۔ ان میں ڈیڑھ صد کے قریب گریجوایٹ تھے۔ اسی طرح گارڈ کی دو اسامیوں کے لئے تقریباً ۱۱ صد کے قریب گریجوایٹ اور ایل۔ ایل بی آئے

ہانگ کانگ ۱۴ جنوری۔ ایک جاپانی اطلاع مظہر ہے کہ حکومت جرمنی کا یہ ارادہ ہے کہ جاپان میں ڈاکٹر گوبلز کو سفیر مقرر کیا جائے۔ تاکہ جرمنی اور جاپان کے تعلقات کو مضبوط کیا جائے۔ اور مشرق بعید میں جرمنی کے تجارتی مفاد کی محافظت کی جائے۔

لاہور ۱۳ جنوری۔ ۹ ستمبر کے احسان میں ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ جس میں لکھا گیا تھا۔ کہ گیارہ مرزائی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہیں۔ اس خبر کی بنا پر ماسٹر عبد الحکیم انچارج سب آفس لاہور "اخبار الفضل" نے اخبار احسان کے پرنٹر و ایڈیٹر کے خلاف استغاثہ دائر کر دیا ہے۔ جس کی آئندہ پیشی ۲۰ جنوری کو ہوگی۔

پٹنہ ۱۳ جنوری۔ کل رات ہزاری باغ کے قریب ۹۔ اپ ڈیرہ دون ایکسپریس کے المناک حادثہ کے سلسلہ میں تحقیقات کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا کے سینیر ریلوے آفیسر اور بہار کی خفیہ پولیس اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ایکسپریس کو دانستہ طور پر تباہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو مسافر اس حادثہ میں ص

ص ہلاک ہوئے ہیں۔ آج دھن باد کے ہسپتال میں ان کا پوسٹ مارٹم کیا گیا۔ وہ لاشیں پنجابیوں کی معلوم دیتی ہیں۔ ۲۵ زخمیوں میں سے ۷ آدمیوں کی حالت خطرناک ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء سے موانا اربٹ ایجنسی (جو دور الا ریلوے سٹیشن کے توسط سے چلائی جائے گی) اندرونی اور بیرونی مقامی اور غیر ملکی پارسلوں اور گڈس ٹریفک کے لئے کھولی جائے گی۔

چیف کمرشل مینجر لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء سے جالندھر شہر اور راہوں کے درمیان آزمائشی طور پر تیسرے درجہ کے ارزاں یک طرفہ ٹکٹ بشرح ۹ آنے فی ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔

چیف کمرشل مینجر لاہور

فارم ۱

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ از منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ کرم ولد تاماں ذات بوہل سکنہ مسلمان تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے مؤرخہ ۱۳ ۲/۳۹ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مؤرخہ ۷ ۱/۳۹

(دستخط) خانصاحب میاں نورالدین صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ چنیوٹ ضلع جھنگ

(بورڈ کی مہر)

فارم ۱

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ از منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ غلام ولد بہادر۔ ذات دھمرایا سکنہ چک ۱۳۲ ج ب۔ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۱۶ ۲/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۷ ۱/۳۹

(دستخط) خانصاحب میاں نورالدین صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ چنیوٹ ضلع جھنگ

(بورڈ کی مہر)

باجلاس جناب چوہدری عطا محمد صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

اشتہار

درخواست تقسیم اراضی کھاتہ ۱۴۳ جمعبندی ۳۴-۱۹۳۳ء برقبہ ۱۵ الاعہ کنال واقعہ موضع کوٹ رستم تحصیل شورکوٹ۔ محمد ولد نور محمد ذات گاذر سکنہ کوٹ رستم تحصیل شورکوٹ۔ محمد ظفر ولد سلطان نابالغ۔ اللہ بخش ولد لقمان نابالغ بولایت مدعی نمبر ۱ اقوام گاذر سکنائے کوٹ رستم تحصیل شورکوٹ۔ سائلان

بنام

نمبر شمار نام۔ ولدیت۔ قومیت۔ سکونت۔ تحصیل

(۱) محمد مسعود۔ محمد طفیل۔ چھابہ سیال در سوداستانہ جھنگ
(۲) محمد افضل۔ علی محمد ؍ ؍ ؍ ؍
(۳) محمد اشرف۔ درویش محمد ؍ ؍ ؍ ؍
(۴) نور محمد۔ سلطان محمد ؍ ؍ ؍ ؍
(۵) محمد نواز۔ نانی۔ سیال رجبانہ۔ مڈ رجبانہ۔ شورکوٹ
(۶) حق نواز ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
(۷) پہلوان۔ بویت ؍ ؍ ؍ ؍
(۸) امیر۔ اللہ یار ؍ ؍ ؍ ؍
(۹) نور ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
(۱۰) مسماۃ نعمت بیوہ سلطانی ؍ ؍ ؍ ؍
(۱۱) خان محمد۔ پہلوان۔ سیال رجبانہ مڈ رجبانہ شورکوٹ
(۱۲) غلام عباس۔ شیر ؍ ؍ ؍ ؍
۱۳۔ مسماۃ اللہ جوائی دختر نور ؍ ؍ ؍ ؍
۱۴۔ مسماۃ چنداں بی بی بیوہ ؍ ؍ ؍ ؍
۱۵۔ اکبر۔ داد ؍ مڈ رجبانہ ؍
۱۶۔ اعظم ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۱۷۔ غلام قاسم۔ عظمت ؍ ؍ ؍ ؍
۱۸۔ محمد شریف ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۱۹۔ ولیداد۔ مراد ؍ ؍ ؍ ؍
۲۰۔ زید۔ علی محمد ؍ ؍ ؍ ؍
۲۱۔ پہلوان ؍ ؍ ؍ ؍ ؍

نمبر۔ نام۔ ولدیت۔ قومیت۔ سکونت۔ تحصیل

۲۲۔ فتح محمد۔ علی محمد۔ سیال رجبانہ۔ مڈ رجبانہ۔ شورکوٹ
۲۳۔ طالب حسین۔ شیر ؍ ؍ ؍ ؍
۲۴۔ خادم حسین۔ شیر ؍ ؍ ؍ ؍
۲۵۔ ماچھیا ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۲۶۔ دریام۔ سلطان ؍ ؍ ؍ ؍
۲۷۔ ہاؤں۔ احمد ؍ ؍ ؍ ؍
۲۸۔ رجب ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۲۹۔ مغفرت۔ عنایت ؍ ؍ ؍ ؍
۳۰۔ سامل۔ مراد ؍ ؍ ؍ ؍
۳۱۔ اعظم ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۳۲۔ پہلوان ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۳۳۔ تارا چند۔ کشن چند۔ نبرہ۔ اررو سلطان ؍
۳۴۔ گوردتہ رام۔ گنیش داس ؍ ؍ ؍ ؍
۳۵۔ دیوی داس۔ سیارام ؍ ؍ ؍ ؍
۳۶۔ کرم چند۔ گگو رام ؍ ؍ ؍ ؍
۳۷۔ تلسی داس۔ نلسو رام ؍ ؍ ؍ ؍
۳۸۔ گنپت رام۔ بہیارام ؍ ؍ ؍ ؍
۳۹۔ جیوندر کی ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۴۰۔ دسندا رام۔ سہر دیال۔ مدانی۔ کوٹ رستم ؍
۴۱۔ پندسی داس۔ لدھورام ؍ ؍ ؍ ؍

نمبر۔ نام۔ ولدیت۔ قومیت۔ سکونت۔ تحصیل

۴۲۔ پہلوان۔ اسلام۔ سیال رجبانہ۔ مڈ رجبانہ۔ شورکوٹ
۴۳۔ دریام ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۴۴۔ نور محمد۔ برخوردار۔ گاذر۔ کوٹ رستم ؍
۴۶۔ اللہ یار ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۴۷۔ مسماۃ صباحی بیوہ اللہ دتہ ؍ ؍ ؍ ؍
۴۸۔ عنایت۔ نور محمد ؍ ؍ ؍ ؍
۴۹۔ محمد۔ اسلام ؍ ؍ ؍ ؍
۵۰۔ اللہ بخش ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۵۱۔ نور محمد ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۵۲۔ لیلو۔ رفنہ۔ سیال رجبانہ ؍ ؍
۵۳۔ امیر۔ لوٹرنیدہ رام۔ گند ؍ ؍
۵۴۔ ٹھاکر ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۵۵۔ رام چند ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۵۶۔ مساۃ رام باتی بیوہ بوڑا رام۔ ناگپال ؍ ؍
۵۷۔ بوجہ رام۔ میدہ رام ؍ ؍ ؍ ؍
۵۸۔ ملکھا رام ؍ ؍ ؍ ؍ ؍
۵۹۔ سودایارام۔ سوہانرا رام ؍ ؍ ؍ ؍

مسئول علیہم

مقدمہ مندرجہ بالا میں مسئول علیہم کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بغرض پیروی مقدمہ محکمہ ہذا میں بتاریخ ۱۴ ۲/۳۹ بمقام شورکوٹ حاضر آویں۔ بصورت دیگر انکے برخلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

(مہر عدالت) — (دستخط حاکم)

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی

پس یکم فروری کی مہر جس خط پر ہوگی۔ اس کے وعدہ کو بھی قبول کر لیا جائیگا۔ ہاں ہندوستان کے صوبوں میں سے بنگال اور مدراس کی جماعتوں کے وعدے اور اسکے علاوہ ان تمام جماعتوں کے وعدے جو ایشیا اور افریقہ میں ہیں

۳۰ اپریل تک

قبول کئے جاسکتے ہیں۔ جیسے ایسٹ افریقہ ہے عراق ہے یوگنڈا ہے ٹانگانیکا ہے۔ اسی طرح دوسری طرف سماٹرا اور جاوا وغیرہ ہیں۔ مغربی ممالک کے لئے جو زیادہ فاصلہ پر ہیں۔ آخری میعاد ۳۰ جون ہوگی۔ جیسا کہ گزشتہ سالوں سے ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ رعایت اس لئے ہے کہ ان خطوں کے پہونچنے میں کئی ہفتے لگ جاتے ہیں۔ پھر ان کی زبان اور ہے اور ان تک بات پہونچانے میں وہاں کے کارکنوں کو تحریک کا ترجمہ کرنا پڑتا ہے۔ اسی سلسلہ میں میں بعض اور باتیں بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ جو ملاقات کے ایام میں چندہ تحریک جدید کے متعلق میرے سامنے آئیں۔ اور جلسہ سالانہ کے ایام میں لوگ ان کے متعلق مجھ سے پوچھتے رہے ہیں۔ یہ سوالات میرے اس اعلان کے متعلق ہیں۔ جو میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کیا تھا۔ کہ

چندہ تحریک جدید

میں آخر تک حصہ لینے والوں کی جو لسٹ بنائی جائے گی۔ وہ دو حصوں میں منقسم ہوگی۔ ایک تو ان لوگوں کی فہرست ہوگی۔ جنہوں نے اس تحریک میں قانون کے مطابق کمی کرکے

باقاعدہ دس سال تک چندہ

دیا ہوگا یا یکساں دیتے چلے گئے ہوں گے۔

اپنے چندہ میں کمی کرنے والوں کی وجہ تو میری سمجھ میں آجاتی ہے مگر

ہر سال یکساں چندہ

دینے والوں کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔ مثلاً یہ تو سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ ایک شخص جسے پانچ روپے چندہ دینے کی توفیق نہ تھی۔ اس نے دوسرے دور کے دوسرے سال میں ساڑھے چار کر دیئے۔ اور اس سے اگلے سال قانون کے مطابق اس کے ذمہ چار روپے رہ گئے۔ پھر اس سے اگلے سال ساڑھے تین رہ گئے۔ اور پھر تین تین روپے وہ تین سال متواتر دیتا رہا۔ یا دوسرے دور کے پہلے سال اس نے دس روپے دیئے تو اگلے سال نو رہ گئے۔ پھر نو کے آٹھ رہ گئے۔ پھر آٹھ کے سات رہ گئے۔ سات کے چھ رہ گئے۔ اور چھ چھ روپے وہ باقاعدہ تین سال تک دیتا رہا۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ وہ شخص جو سابقون الاولون میں

نہائت معمولی زیادتی کے ساتھ

شامل ہوسکتا ہے۔ وہ چندہ ہر سال برابر کیوں دیتا رہا۔ مثلاً وہ شخص جس نے پہلے سال پانچ روپے چندہ میں دیئے اور پھر ہر سال وہ پانچ روپے ہی دیتا رہا۔ اس نے یقیناً اس بات کو نہیں سمجھا کہ وہ بہت ہی معمولی قربانی کے ساتھ سابقون الاولون میں شامل ہوسکتا تھا مگر اس نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ مثلاً وہ شخص جس نے پہلے سال پانچ روپے دیئے جبکہ وہ دوسرے سال پانچ روپے ایک آنہ دیکر تیسرے سال پانچ روپے دو آنے دیکر چوتھے سال پانچ روپے تین آنے دیکر پانچویں سال پانچ روپے چار آنے دے کر چھٹے سال پانچ روپے پانچ آنے دیکر اور ساتویں سال پانچ روپے چھ آنے دیکر

سابقون اور ہر سال قدم آگے بڑھانیوالوں میں شامل

ہوسکتا تھا تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیوں وہ چند آنوں کی زیادتی میں بخل سے کام لے کر سابقون کے درجہ میں شامل نہ ہوا اور ہر سال پانچ روپے ہی دیتا چلا گیا۔ جب ہر سال کے چندہ میں محض ایک آنہ کی زیادتی اسے سابقون الاولون میں شامل کرسکتی ہے۔ تو یقیناً اگر کوئی شخص یہ زیادتی نہیں کریگا۔ تو اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ یا تو اس نے ناواقفیت اور عدم علم کی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ اور یا پھر اس کے دل میں سابق ہونے کی ایسی قدر نہیں ہے تو قاعدہ کے مطابق جن دوستوں نے اپنے چندہ میں کمی کی ہے۔ ان کی اس کمی کی حکمت تو میری سمجھ میں آسکتی ہے۔ اور میں مان سکتا ہوں کہ مالی مشکلات کی وجہ سے وہ کمی کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو ہر سال برابر چندہ دیتے رہے ہیں۔ ان کے اس یکساں چندہ دینے کی حکمت میری سمجھ میں نہیں آتی۔ کیونکہ وہ بلاوجہ

ایک عظیم الشان ثواب کے حصول سے محروم

رہتے ہیں۔ بے شک ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ پچھلے سال میں نے پانچ روپے چندہ میں دیئے تھے۔ اس سال چھ روپے چندہ دینے کی مجھے توفیق نہیں۔ مگر ہم کب کہتے ہیں کہ زیادتی ضرور ایک روپیہ ہی کی ہونی چاہیئے۔ ہم نے زیادتی کے متعلق کوئی تعیین نہیں کی۔ اور جب زیادتی کے متعلق ہماری طرف سے کوئی تعیین نہیں۔ تو یہ زیادتی پانچ روپے ایک آنہ دے کر بھی ہوسکتی ہے۔ بلکہ پانچ روپے ایک پیسہ دے کر بھی ہوسکتی ہے۔ اور اگر صرف ایک پیسہ کی زیادتی کی وجہ سے کوئی شخص سابقون الاولون میں شامل ہوسکتا ہو تو کیا یہ نادانی نہیں ہوگی۔ کہ دس روپے چندہ دینے والا ہمیشہ دس روپے ہی دیتا رہے۔ یا سو روپیہ چندہ دینے والا ہمیشہ سو روپیہ ہی دیتا رہے۔ اور نہائت معمولی سی زیادتی کرکے وہ سابقون الاولون میں شامل نہ ہوجائے

ہماری جماعت کے ایک دوست

ہیں۔ جو نہائت ہی مخلص اور سادہ طبیعت کے ہیں۔ کئی موقعوں پر میں نے ان میں سلسلہ سے اخلاص اور محبت کا تجربہ کیا ہے۔ انہوں نے گزشتہ سال ۱۱۵ روپے چندہ میں دیئے۔ اس سال پھر انہوں نے ۱۱۵ روپے کا وعدہ کیا۔ اس پر میں نے انہیں لکھا کہ آپ بڑی آسانی سے اس سال ۱۱۶ روپے دے کر سابقون الاولون میں شامل ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ گو میں نے انہیں ایک روپیہ کی زیادتی کے لئے ہی مشورہ دیا تھا۔ مگر انہوں نے جوش اخلاص میں اپنے وعدہ کو اور زیادہ بڑھا دیا۔ تو بعض لوگ اصل حقیقت کو سمجھے نہیں وہ سمجھتے ہیں

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۵ جنوری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کو کھانسی کی شکائت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی عام طبیعت تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے البتہ معمولی دردسر کی شکائت ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں

یہ خبر نہائت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ مولوی قمرالدین صاحب مولوی فاضل کی اہلیہ صاحبہ مردہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے ۱۴ جنوری وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ مجلس خدام الاحمدیہ نے اس وفات پر تعزیت کی قرارداد پاس کی۔

افسوس شیخ غلام قادر صاحب کارکن لنگر خانہ کی اہلیہ صاحبہ والدہ مولوی غلام حسین صاحب ایاز مجاہد سنگاپور بعمر پچاس سال انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شائد اگر ہم نے ایک سال پانچ روپے چندہ میں دیئے ہیں۔ تو دوسرے سال جب تک دس روپے نہیں دیں گے زیادتی نہیں سمجھی جائے گی۔ حالانکہ ہمیں تو

ایمان کی زیادتی کا ثبوت چاہیئے

خواہ وہ ایک پیسہ سے ہو۔ خواہ ایک آنہ سے ہو۔ خواہ دو آنہ سے ہو خواہ تین آنہ سے ہو۔ خواہ چار آنہ سے ہو اور خواہ وہ دس بیس۔ یا سَو دو سَو روپے کے ذریعہ ہو۔ تو کمی کرنے والوں کی حکمت میری سمجھ میں آجاتی ہے۔ کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتے اور ہماری مالی حالت اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ ہم زیادتی کریں۔ مگر جو ہر سال یکساں چندہ دیتے ہیں۔ اُن کے اس فعل کی حکمت میری سمجھ سے بالا ہے جبکہ وہ نہایت ہی معمولی زیادتی کر کے سابقون الاولون میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً وہ شخص جس نے سات سالہ دور میں سے پہلے سال پانچ روپے چندہ دیا ہے۔ وہ اگر ہر سال قاعدہ کے مطابق دس فیصدی کمی کرتا۔ اور آخری تین سالوں میں چالیس فیصدی کمی پر ٹھہر کر دو سال مسلسل چندہ دیتا ہے۔ تو وہ نو روپے بچاتا ہے۔ دس روپے دینے والا سات سال میں اس کمی کے نتیجہ میں اٹھارہ روپے بچاتا ہے۔ بیس روپے دینے والا چھتیس روپے بچاتا ہے۔ اور اگر کوئی سو روپیہ دینے والا تھا۔ تو وہ سات سال میں ایک سَو اسی ۱۸۰ روپے بچاتا ہے۔

پس اس کے فعل کی حکمت تو میری سمجھ میں آسکتی ہے۔ مگر یہ جو برابر چندہ دیئے چلے جاتے ہیں۔ اور ہر سال مثلاً پانچ روپے یا دس روپے ہی چندہ دے دیتے ہیں۔ ان کا یہ طریق میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ وہ محض پیسے کی زیادتی سے بھی یا ایک آنہ یا چار آنہ یا ایک روپیہ کی زیادتی سے بھی سابقون میں شامل ہو سکتے تھے۔ اگر وہ ہر سال

ایک پیسہ کی ہی زیادتی

کریں۔ تو سات سال میں سوا پانچ آنے کی زیادتی بنتی ہے۔ اب میرے لئے یہ تسلیم کرنا بالکل ناممکن ہے۔ کہ وہ شخص جو سات سال میں ۳۵ روپے چندہ دے دیتا ہے۔ وہ سوا پانچ آنے زائد چندہ نہیں دے سکتا تھا۔ یقیناً سات سال میں ۳۵ روپے چندہ دینے والوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ملے گا۔ جو سات سال میں سوا پانچ آنے زائد نہ دے سکتا ہو۔ مگر افسوس ہے۔ کہ معمولی سی غفلت کی وجہ سے لوگ سابقون الاولون کے ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ایک پیسے کی بجائے ایک آنہ کی زیادتی کرے۔ تو وہ یوں کر سکتا ہے۔ کہ اگر اس نے پہلے سال پانچ روپے دیئے ہیں۔ تو دوسرے سال پانچ روپے ایک آنہ دیا ہے۔ تیسرے سال پانچ روپے دو آنے۔ چوتھے سال پانچ روپے تین آنے۔ پانچویں سال پانچ روپے چار آنے۔ چھٹے سال پانچ روپے پانچ آنے اور ساتویں سال پانچ روپے چھ آنے۔ اس طرح سات سالوں میں ایک روپیہ پانچ آنہ کی زیادتی ہوتی ہے۔ اور یہ زیادتی کوئی ایسی نہیں جو ناقابلِ برداشت ہو۔ بلکہ جو شخص سات سال میں ستر روپے چندہ دے سکتا ہے۔ وہ آسانی سے ایک روپیہ نو آنہ سات سال میں اور بھی ادا کر سکتا ہے۔

پس میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جو دوست یکساں چندہ دے رہے ہوں۔ وہ

ذراسی زیادتی کر کے سابقون الاولون میں

شامل ہو سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے پچھلے سال پانچ روپے دیئے تھے۔ تو اس سال وہ اپنے چندہ کو پانچ روپے ایک آنہ بنا سکتے ہیں۔ یا اگر اتنی زیادتی بھی وہ نہیں کر سکتے۔ تو پانچ روپے ایک پیسہ کر دیں۔ کیونکہ سابقون کے لئے محض زیادتی کی شرط ہے۔ مقدار کی تعیین نہیں۔ بعض لوگ الفاظ غور سے نہیں سنتے اور اس وجہ سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ جیسے امانت فنڈ میں حصہ لینے والے اب شور مچا رہے ہیں۔ کہ ہمیں ہمارا روپیہ ہی واپس کیا جائے۔ حالانکہ اگر وہ غور سے میرے خطبات کو پڑھتے۔ تو متواتر کئی خطبات میں میں نے یہ بتا دیا تھا۔ کہ یہ میرا اختیار ہوگا۔ کہ میں اگر چاہوں۔ تو امانت روپیہ کی صورت میں ہی انہیں واپس کروں۔ اور اگر چاہوں۔ تو جائداد کی صورت میں واپس کروں۔ مگر انہوں نے اس بات کو نہ سمجھا۔ اور اب شور مچا رہے ہوں۔ کہ ہمیں روپیہ ہی دیا جائے۔ جائداد ہم لینے کے لئے تیار نہیں۔

اسی طرح

چندہ میں زیادتی کے متعلق

بھی بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ شائد سابقون میں شامل ہونے کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ انہوں نے اگر پہلے پانچ روپے چندہ دیا ہے۔ تو اب چھ دیں یا سات دیں۔ حالانکہ سابقون میں شامل ہونے کے لئے ایسی کوئی شرط نہیں۔ صرف زیادتی کی شرط ہے۔ خواہ وہ پیسہ سے ہو۔ یا آنہ سے ہو یا زیادہ سے ہو۔ بلکہ پیسہ سے کم ہمارے ہاں کوئی سکہ استعمال نہیں ہوتا۔ ورنہ میں تو کہتا۔ کہ ایک ادھی یا ایک پائی سے بھی زیادتی کی جا سکتی ہے۔ پرانے زمانہ میں کوڑیاں استعمال ہوا کرتی تھیں آج کل ان کا رواج نہیں۔ لیکن اگر ان کا رواج ہوتا۔ تو سابقون الاولون میں شامل ہونے کے لئے یہی کافی تھا۔ کہ وہ ایک کوڑی زائد دے دیتے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ چندہ پہلے سے زیادہ دیا جائے۔ خواہ یہ زیادتی ایک ادھی سے ہو۔ خواہ پائی سے۔ خواہ ایک کوڑی سے ہو۔ یہ انسان کے اپنے حالات پر منحصر ہے۔ وہ جس قسم کی چاہے زیادتی اختیار کر سکتا ہے۔

پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ چندہ میں زیادتی کے متعلق وہ

میرا نقطۂ نگاہ

سمجھ لیں۔ اور جن دوستوں سے اپنے گزشتہ سالوں کے چندہ میں غلطی ہوئی ہے۔ وہ اس کی اصلاح کریں۔

میں نے بتایا ہے۔ کہ یہ اصلاح اتنی آسان ہے۔ کہ بغیر کسی بوجھ کے وہ اسے اختیار کر سکتے ہیں۔ اور سوائے ان لوگوں کے جو اپنے حالات کی وجہ سے کمی کرنے پر مجبور ہیں۔ باقی سب دوست چند پیسوں۔ یا چند آنوں کے ساتھ ہی اپنی غلطی کو دُور کر سکتے۔ اور سابقون الاولون میں شامل ہو سکتے ہیں۔ تو یہ بات میں واضح کر دینی چاہتا ہوں۔ تاکہ جو دوست غلطی کی وجہ سے سابقون الاولون میں شامل ہونے سے محروم رہے ہیں۔ وہ اب

اپنی غلطی کا ازالہ

کر کے سابقون میں شامل ہو جائیں۔

دوسری بات اس سلسلہ میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ

زیادتی بھی دو قسم کی ہے۔

ایک تو وہ دوست ہیں۔ جنہوں نے پہلے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے دوسرے سال دیا۔ اور دوسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے تیسرے سال دیا۔ اور تیسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے چوتھے سال دیا۔ اور چوتھے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے پانچویں سال دیا۔ ان کے لئے اگر وہ

سابقون میں شامل ہونا چاہیں

تو یہی قاعدہ ہے۔ کہ وہ اب دسویں سال تک اپنے چندہ کو پہلے سالوں سے بڑھاتے چلے جائیں۔ کیونکہ انہوں نے چوتھے سال میں آکر تیسرے سال سے کم چندہ نہیں دیا تھا۔ بلکہ زیادہ دیا تھا۔

پس چونکہ انہوں نے ایک حلقہ اپنے لئے پسند کر لیا ہے اس لئے اب ان کی زیادتی اسی صورت میں زیادتی متصور ہوگی۔ جب وہ

ہر سال پہلے سال سے زیادہ چندہ

دینگے۔ لیکن ایک وہ لوگ ہیں جنہوں نے پہلے تین سالوں میں تو اپنے چندوں میں زیادتی کی۔ لیکن چوتھے سال آکر میری رعائت سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے اتنا ہی چندہ دیا۔ جتنا انہوں نے تحریکِ جدید کے سال اول میں دیا تھا۔ مثلاً پہلے سال انہوں نے پانچ روپے دیئے تھے۔ دوسرے سال انہوں نے دس دے دیئے اور تیسرے سال پندرہ لیکن چوتھے سال آکر پھر انہوں نے پہلے سال کے چندہ کے مطابق میری رعائت سے فائدہ اٹھا کر صرف پانچ روپے ہی چندہ دیا۔ ایسے لوگوں نے چونکہ میری مقرر کردہ رعائت اور قانون کے مطابق چوتھے سال اپنے چندہ میں کمی کی ہے۔ اس لئے اب ان کی

زیادتی پانچویں سال سے شمار

ہوگی۔ اور وہ اگر چاہیں تو اب کے پانچ روپے کی جگہ پانچ روپے ایک آنہ دیکر یا پانچ روپے ۴؍ دیکر یا چھ روپے دے کر یا سات روپے دیکر یا آٹھ روپے دے کر سابقون الاولون میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ پانچ روپے ایک پیسہ دے کر بھی ایک شخص اپنے چندہ میں اضافہ کر سکتا ہے۔ اور ایسا شخص زیادتی کرنے والوں میں ہی شمار ہوگا۔ بشرطیکہ اب وہ آئندہ سالوں میں کمی نہ کرے۔ بلکہ ہر سال اپنے چوتھے سال کے چندہ پر اضافہ کرتا چلا جائے۔ غرض شرط یہ نہیں کہ تیسرے سال اس نے جتنا چندہ دیا تھا۔ اس پر اضافہ کرے بلکہ چوتھے سال اس نے جتنا چندہ دیا تھا۔ اگر آئندہ سالوں میں وہ اس پر زیادتی کرتا رہتا ہے۔ تو وہ بھی سابقون میں ہی شمار کیا جائے گا۔ پس ایسے لوگوں کے لئے اصل زیادتی تیسرے سال پر نہیں بلکہ چوتھے سال کے چندہ پر سمجھی جائے گی۔ مثلاً اگر کسی شخص نے پہلے سال پانچ روپے چندہ دیا تھا دوسرے سال اس نے دس دے دیئے اور تیسرے سال بیس لیکن چوتھے سال پھر اس نے پانچ دے دیئے۔ تو اب اگر وہ زیادتی کرنا چاہے تو پانچ پر ہی کر سکتا ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ بیس پر زیادتی کرے۔ کیونکہ اس نے چوتھے سال اپنے چندہ میں جو کمی کی تھی۔ وہ اجازت اور قانون کے ماتحت کی تھی۔ میں نے اس امر کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں بعض لوگوں کو یہ فکر لگ گیا ہے۔ کہ ہم نے جو چوتھے سال چندہ دیا تھا۔ وہ تیسرے سال سے بہت کم ہے۔ اب اگر ہم تیسرے سال کے چندہ پر زیادتی کریں۔ تو ہم پر بہت زیادہ بار پڑ جائیگا۔ میں ایسے دوستوں کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر انہوں نے چوتھے سال کم چندہ دیا ہے۔ تو یہ ان کی زیادتی میں حارج نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے یہ کمی میری دی ہوئی رعائت کے مطابق کی تھی۔ پس وہ اب تیسرے سال کے چندہ پر نہیں بلکہ چوتھے سال کے چندہ پر اگر دسویں سال تک زیادتی کرتے چلے جائینگے۔ تو

سابقون الاولون کی فہرست میں

آجائیں گے۔ بشرطیکہ پہلے تین سالوں میں بھی ہر سال زیادتی ہوتی چلی گئی ہو۔ یا اب وہ زیادتی کریں۔ مگر شرط یہی ہے کہ انہوں نے چوتھے سال قانون کے مطابق کمی کی ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے جس نے چوتھے سال بھی کمی نہیں کی۔ تو اب اسے

اجازت نہیں کہ وُہ پیچھے ہٹے

بلکہ اب وہ اسی صورت میں سابقون الاولون میں شامل رہ سکتا ہے۔ جب ہر سال وُہ اپنے چندہ میں اضافہ کرتا چلا جائے۔ جیسے میں نے دوسرے سال پہلے سال سے زیادہ چندہ دیا تھا تیسرے سال دوسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ چوتھے سال تیسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ اور پانچویں سال چوتھے سال سے زیادہ چندہ لکھایا ہے۔ پس میں اور میری قسم کے دوسرے دوست جنہوں نے چوتھے سال بھی کمی نہیں کی۔ بلکہ تیسرے سال کے چندہ پر زیادتی کی تھی۔ وہ اس بات پر مجبور ہیں۔ کہ اب آئندہ ہر سال اضافہ ہی کرتے چلے جائیں۔ اور پانچویں سال میں چوتھے سے اور چھٹے سال میں پانچویں سے اور ساتویں سال میں چھٹے سے اور آٹھویں سال میں ساتویں سے اور نویں سال میں آٹھویں سے اور دسویں سال میں نویں سے زیادہ چندہ دیں۔ خواہ زیادتی کتنی ہی قلیل ہو۔ لیکن جنہوں نے چوتھے سال اپنا چندہ پہلے سال کے برابر کر دیا تھا۔ لیکن دوسرے اور تیسرے سال بڑھتے چلے گئے تھے۔ انکی راہ میں چوتھے سال کے چندہ کی کمی کوئی روک نہیں ہوگی۔ بلکہ چوتھے سال سے ان کا نیا دور شروع ہوگا۔ اور ان کی زیادتی زیادتی ہی تصور ہوگی۔ اگر انہوں نے چوتھے سال کے چندہ سے پانچویں سال میں کچھ زیادہ چندہ دیا ہو۔

یہ دو تشریحیں ہیں جو آج میں کر دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ بہت سے دوستوں نے ملاقات کے وقت مجھ سے اس بارے میں دریافت کیا ہے۔ اور بعض نے رقعے لکھ کر بھی سوالات کئے ہیں۔ اور چونکہ میں دیکھتا ہوں تحریک جدید کی اہمیت معلوم ہونے کے بعد بہت سے دوستوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ بھی سابقون الاولون میں شامل ہوں۔ اس لئے میں نے یہ تشریحات کر دی ہیں۔ اور ان کی راہ میں جو روکیں حائل تھیں انہیں دُور کر دیا ہے۔ میں ان دونوں قسم کی زیادتی کو

ایک نقشہ کے ذریعہ

سے بھی حل کر دیتا ہوں۔ اور پانچ روپے چندہ دینے والوں کی مثال کی دونوں صورتیں بیان کر دیتا ہوں۔ اول نقشہ یہ ہے۔ کہ ایک شخص نے پہلے سال پانچ روپے دیئے دوسرے سال پانچ روپے ایک آنہ یا دو آنہ یا چار آنہ زیادتی کی تیسرے سال پھر زیادتی کی۔ مگر چوتھے سال پھر پانچ روپے چندہ دیا۔ چھٹے سال پانچ روپے ایک آنہ یا دو آنہ یا چار آنہ چندہ دیا اور پانچویں سال اس سے زیادہ اور آخر تک پھر بڑھاتے چلے گئے۔ ان کا چوتھے سال کا چندہ گو تیسرے سال سے کم ہے۔ لیکن چونکہ یہ پہلے تین سالہ دَور میں بھی چندہ بڑھاتے رہے ہیں۔ اور دوسرے سات سالہ دور میں بھی چندہ بڑھاتے رہے ہیں۔ باوجود چوتھے سال میں کمی کر دینے کے یہ لوگ سابقون میں شمار ہونگے۔ کیونکہ دونوں دور مستقل صورت رکھتے ہیں۔ اور دونوں دور میں وُہ چندہ بڑھاتے چلے گئے ہیں۔ دوسری مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے پہلے سال پانچ چندہ دیا۔ دوسرے میں پانچ روپے ایک آنہ تیسرے میں پانچ روپے ۲ آنے چوتھے میں پانچ روپے ۳ آنے اور پانچویں میں پانچ روپے ۴ آنے اور آخر دَور تک وہ کچھ نہ کچھ زیادتی پہلے سال کے چندہ میں کرتے چلے گئے۔ یہ بھی سابقون میں سمجھے جائیں گے۔ کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ اس امر کو اچھی طرح جماعت کے ذہن نشین کر دیں تاکہ عدم علم کی وجہ سے وہ دوست جو زیادہ ثواب میں حصہ لینا چاہیں اس سے محروم نہ رہ جائیں۔

میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ

جو دوست اس دَوران میں فوت ہو جائیں

ان کی نسبت یہی سمجھا جائیگا کہ وُہ آخر تک چندہ دیتے رہے ہیں۔ اور وہ اپنی زندگی میں جس قسم کے چندہ دہندوں کی قسم میں آ رہے تھے۔ اسی قسم میں ان کا نام شامل کیا جائیگا۔ اور یہ نہ کہا جائیگا کہ انہوں نے پورے دس سال چندہ نہیں دیا۔ کیونکہ ثواب نیت پر ہوتا ہے۔ نہ کہ اس عمل پر جو انسان کے اختیار میں نہ ہو۔

(۲)

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اس سال کے جلسہ میں

ایک غیر معمولی تبلیغ

ہوئی ہے۔ جو پہلے سالوں میں نہیں ہوا کرتی تھی۔ اور وہ ہندوؤں اور سکھوں کو تبلیغ ہے۔ اس سال ہمارے جلسہ میں ہندوؤں اور سکھوں میں سے ایک معقول تعداد شامل ہوئی ہے۔ معقول کا لفظ میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کے لحاظ سے استعمال نہیں کر رہا۔ بلکہ پہلے زمانہ کے لحاظ سے استعمال کر رہا ہوں۔ پندرہ بیس ہندو اور سکھ دوست اس دفعہ ہمارے جلسہ میں شامل ہوئے۔ اور وہ مجھ سے بھی ملے۔ اور لیکچروں میں بھی شامل ہوتے رہے۔ ان میں سے بعض تو درمیان میں چلے گئے۔ مگر بعض آخر تک ٹھہرے رہے۔ ان

ہندوؤں اور سکھوں میں بیرسٹر

بھی تھے۔ وکلاء بھی تھے۔ انجنیئر بھی تھے ڈاکٹر بھی تھے۔ زمیندار بھی تھے غرض ہر قسم کے لوگ ان میں شامل تھے ہندوؤں میں چونکہ ایک عرصہ سے تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ اور مسلمانوں سے وہ زیادہ تعلیمیافتہ ہیں۔ اس لئے ہندو تعلیم یافتہ طبقہ مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ سے زیادہ سنجیدہ ہے مسلمانوں میں ابھی چھچھورا پن پایا جاتا ہے۔ لیکن ہندوؤں میں چونکہ دیر سے تعلیم میں ترقی ہو رہی ہے۔ اس لئے اس تعلیم کی وجہ سے آہستہ آہستہ ان میں ایک ایسا وقار پیدا ہو گیا ہے جو بالعموم مسلمانوں میں نظر نہیں آتا ہندوؤں میں اس روح کا پیدا ہو جانا اور پھر ان کا ہمارے پاس ہی ٹھہرنا ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا موجب ہے ایک ہندو صاحب کو تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ میری تقریر کے باقاعدہ اسی طرح نوٹ لیتے رہے جس طرح باقی احمدی دوست نوٹ لیتے رہے تھے۔

پس یہ ایک نیا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ جسے میرے نزدیک زیادہ سے زیادہ ترقی دیتے چلے جانا چاہیئے۔ پچھلے آٹھ دس سال میں ہم نے غیر احمدی اصحاب کو یہاں لانے کی کوشش شروع کی ہے۔ اور اس میں ہمیں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ ہر سال اللہ تعالے کے فضل سے

سینکڑوں غیر احمدی آتے

اور سینکڑوں ہی بیعت کر کے جاتے ہیں۔ نصف کے قریب تو ضرور ہی بیعت کر کے جاتے ہیں۔ گو اگر صحیح کوشش کی جائے۔ تو میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ لوگ بیعت کر سکتے ہیں۔ مگر نقص یہ ہے۔ کہ جو دوست انہیں اپنے ہمراہ لاتے ہیں۔ وہ ان کی نگرانی نہیں کرتے۔ اگر وہ نگرانی رکھیں۔ اور انہیں جلسوں اور لیکچروں میں توجہ سے بٹھائیں۔ تو اسّی۔ نوّے فیصدی بلکہ سو فیصدی کی بیعت کی امید کرنا بے جا نہ ہوگا۔ مگر ابھی ان غیر احمدی دوستوں کو اپنے ہمراہ لانے والے اس امر کی طرف صحیح طور پر متوجہ نہیں ہوئے۔ کہ ان کا کوئی وقت ضائع نہ ہونے دیں۔ اور کوشش کریں۔ کہ وہ جلسہ سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ لیکن پھر بھی میں نے دیکھا ہے

پچاس فیصدی لوگ

بیعت کر کے ہی واپس جاتے ہیں بعض لوگ پہلے دن شکایت کرتے ہیں۔ کہ ہم فلاں غیر احمدی دوست کو اپنے ہمراہ لائے تھے۔ مگر وہ متاثر نہیں ہوا۔ لیکن دوسرے ہی دن وہ پھر آ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ آج آپ کی تقریر سنکر یا دوسرے دوستوں کی تقریریں سنکر ان کا سینہ کھل گیا ہے۔ ان کی بیعت لی جائے۔ اور جو دوسرے دن بھی رہ جاتا ہے اس کا تیسرے دن سینہ کھل جاتا ہے اور وہ بیعت کر لیتا ہے ؛۔

پس یہاں آنے کے بعد بہت سے لوگوں کے دل کھل جاتے ہیں۔ اور سوائے ان کے جو بھاگ جائیں۔ باقیوں میں سے اکثر بیعت کر کے ہی واپس لوٹتے ہیں۔ لیکن کئی ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو سالہا سال آتے رہتے ہیں۔ اور بیعت نہیں کرتے۔ آخر کئی سالوں کے بعد وہ بیعت میں شامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی سال ایک صاحب نے بتایا۔ کہ میں آٹھ سال سے جلسہ سالانہ پر آ رہا ہوں مگر بیعت کی مجھے آج توفیق ملی ہے۔ ایک اور صاحب نے بتایا۔ کہ میں تین چار سال سے آ رہا ہوں۔ اور باقاعدہ ہر جلسہ میں شامل ہوتا ہوں۔ لیکن بیعت میں آج کر رہا ہوں۔ تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو سالہا سال آتے رہتے ہیں۔ اور بیعت میں شامل نہیں ہوتے۔ لیکن ایسے لوگوں کو بھی دراصل بیعت میں ہی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ جب وہ ایک دفعہ یہاں آئے۔ تو پھر وہ اس بات پر مجبور ہو گئے۔ کہ یہاں بار بار آئیں۔ اور وہ ہر دفعہ ہم سے کچھ لینے کے لئے آموجود ہوئے۔ پس گو وہ بیعت میں شامل نہ تھے۔ مگر ان کا معاملہ ایسا ہی تھا جیسے بیعت والوں کا ہوتا ہے۔ انہوں نے بھی جب قادیان کو دیکھا۔ تو پھر وہ اسے چھوڑ نہ سکے۔ اور اس بات پر مجبور ہوئے کہ بار بار یہاں آئیں۔ تو یہ تجربہ جو اس دفعہ ہندوؤں اور سکھوں کے متعلق ہوا ہے نہایت ہی کامیاب رہا ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ اس پر زیادہ زور دیا جائے۔

یہ ایک نیا تجربہ ہے

اور اس بات کا متقاضی ہے۔ کہ ہم لوگ اس کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ سب سے پہلے صرف ایک ہندو دوست ہمارے جلسہ پر آئے تھے۔ جس پر ہم نے بڑی خوشی کا اظہار کیا وہ دوست اب ہیں تو احمدی۔ لیکن نام ان کا ہندوانہ ہی ہے۔ اسی طرح ایک اور ہندو دوست ہیں۔ وہ ابھی احمدی نہیں ہوئے۔ لیکن انہیں احمدیت کی سچائی کا احساس شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے ایسے خط لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ کہ میں سمجھتا ہوں۔ اب وقت آ گیا ہے۔ کہ مجھے آپ کی بیعت کر لینی چاہیئے۔

ایک اور اسی قسم کے صاحب دہلی میں ہیں۔ انہوں نے ذکر کیا۔ کہ فلاں فلاں روک میرے راستہ میں حائل ہے۔ اگر یہ دور ہو جائے۔ تو میں آپ کی ضرور بیعت کر لوں۔ ایک روک انہوں نے یہ بتائی۔ کہ میری والدہ زندہ ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں نے احمدیت قبول کی تو انہیں صدمہ ہوگا۔ پس ایک طرف میرا جی چاہتا ہے۔ کہ وہ زندہ رہیں۔ اور دوسری طرف میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ ایک صداقت کے قبول کرنے میں روک بن رہی ہیں۔ تو اللہ تعالے کے فضل سے میں

ہندوؤں میں ایک تغیّر

محسوس کرتا ہوں۔ بعض ہندو دوست ہمارے جلسہ پر چار چار پانچ پانچ سال آتے رہے۔ اور آخر اللہ تعالے نے انہیں صداقت کے قبول کرنے کی توفیق دیدی یا صداقت قبول کرنے کے لئے وہ بہت حد تک تیار ہو گئے۔ مگر تبلیغ کے معنے صرف یہ نہیں ہوتے۔ کہ کوئی مسلمان ہو جائے۔ ہماری جماعت میں سے کئی ایسے دوست ہیں۔ جو ہندو اور سکھ صاحبان کو اپنے ہمراہ لانے میں اس لئے کوتاہی کر جاتے ہیں۔ کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ انہوں نے کونسا مسلمان ہو جانا ہے حالانکہ ہر تبلیغ میں ایک تعلیمی پہلو بھی ہوتا ہے جسے مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ آخر اس ملک میں ہندو بھی رہتے ہیں۔ مسلمان بھی رہتے ہیں اور دوسری قومیں بھی رہتی ہیں اب اگر تمام قوموں کے افراد ایک دوسرے سے ملیں گے نہیں تو انہیں ایک دوسرے کے حالات کا علم کیونکر ہوگا۔ اور ایک دوسرے کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں وہ دور کس طرح ہونگی۔

قادیان کو ہی دیکھ لو

یہاں کے ہندوؤں اور سکھوں میں سے بعض

ہمارے خلاف جھوٹ بولتے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ان پر ہماری طرف سے مظالم توڑے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی قوم کے لوگوں میں ہمارے خلاف اشتعال پیدا کرتے ہیں۔ اب قدرتی طور پر اس پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ناواقف لوگ یہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ واقعہ میں قادیان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ہندوؤں اور سکھوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ لیکن اگر انہی کے ہم مذہب آدمی یہاں آئیں اور وہ ہمارے سلوک کو دیکھیں۔ تو وہ خود بخود حقیقتِ حال سے آگاہ ہو جائیں گے۔ اور سمجھ لیں گے۔ کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کر رہے ہیں۔ ظالم ہیں اور جن کو ظالم کہا جاتا ہے۔ وہ مظلوم ہیں۔ تو صرف یہی نہیں دیکھا جاتا کہ کوئی احمدی ہوتا ہے یا نہیں۔ بلکہ یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ ان تعلقات کے نتیجہ میں ملک کے امن میں ترقی ہوتی ہے۔ اور وہ تنافر دور ہو جاتا ہے۔ جو ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق پایا جاتا ہے۔ پچھلی دفعہ

ایک ہندو اخبار کے ایڈیٹر

ہمارے جلسہ پر آئے۔ اور انہوں نے واپس جاکر اپنے اخبار میں لکھا کہ ہمیں تو یہ بتایا جاتا تھا۔ کہ احمدی بڑے وحشی ہوتے ہیں۔ مگر ان کا جلسہ دیکھنے کے بعد میری یہ رائے ہے۔ کہ یہ درست نہیں۔ احمدی بڑے اچھے ہوتے ہیں۔ اور ان کی خواہش ہے کہ دنیا میں نیکی ترقی کرے اور ملک میں امن قائم ہو۔ اب چاہے وہ کتنے ہی متعصب ہوں۔ کسی مجلس میں جب یہ کہا جائے گا۔ کہ احمدی ظالم اور بداخلاق ہوتے ہیں۔ تو وہ کہیں گے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میں خود ان کے جلسہ میں شامل ہوا اور میں اپنے

مشاہدہ کے رو سے

کہہ سکتا ہوں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ جو ان کے متعلق کہا جاتا ہے۔ تو یہ بھی ہندوؤں اور سکھوں کے یہاں آنے کا ایک فائدہ ہے اور درحقیقت بہت بڑا فائدہ ہے۔ پس اس بات سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ کہ اگر ہم انہیں ہمراہ لائے۔ تو وہ احمدی نہیں ہوں گے۔ بے شک وہ احمدی نہ ہوں۔ لیکن یہ فائدہ ضرور حاصل ہوگا۔ کہ ہماری جماعت کے متعلق ان کی رائے بدل جائے گی۔ اور وہ یہ اقرار کرنے پر مجبور ہونگے کہ جماعت احمدیہ کے متعلق مخالف جو کچھ کہتے ہیں وہ غلط ہے۔ پھر

ایک اور بات

بھی ہے۔ جس کا ہمارے احمدی دوست اگر چاہیں تو تجربہ کر سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ جب وہ غیر احمدی دوستوں کو اپنے ہمراہ لاتے ہیں۔ تو ان میں سے اکثر کا کرایہ انہیں خود ادا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ہندو اکثر اپنے کرایہ پر آتے۔ اور اپنے کرایہ پر ہی جاتے ہیں۔ چونکہ انہیں علم کی قدر ہے۔ اس لئے وہ ایسے موقعوں پر اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کرکے نئے علوم حاصل کرنے کے لئے پہونچ جاتے ہیں مگر مسلمانوں میں چونکہ تعلیم کی کمی ہے۔ اس لئے انہیں کرایہ دے دے کر ساتھ لانا پڑتا ہے۔ تو ہندو اور سکھ دوستوں کو اپنے ہمراہ لانے میں

بہت بڑا فائدہ

ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ انہیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یہاں آنے کی تحریک کی جائے۔ غیر احمدیوں میں اپنا کرایہ خرچ کرکے آنے والوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ اور ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ جو دوسروں کے کرایہ پر یہاں آتے ہیں مگر ہندوؤں میں ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہے جو اپنے کرائے پر یہاں آتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی تعداد کم ہے۔ جو دوسروں کے کرایہ پر یہاں آتے ہیں۔ پس اگر

ہندو دوستوں کو

آئندہ کوشش کرکے اپنے ہمراہ لایا جائے۔ تو وہ ہماری جماعت کے دوستوں پر بوجھ بھی نہیں بنیں گے۔ اور فائدہ بھی زیادہ ہوگا۔ بے شک وہ مسلمان نہ ہوں۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھ کر یہاں سے جائیں کہ احمدی ایسے بُرے نہیں ہوتے۔ جیسا کہ انکو سمجھا جاتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ یہ بھی ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔ ایسا شخص ہر جگہ ہمارا ایک قسم کا مبلغ ہوتا ہے۔ اور جب بھی جماعت پر کوئی اعتراض ہو رہا ہو۔ تو وہ اس کا رد کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

ایک ہندو صاحب

اس جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے تھے۔ دوستوں نے سنایا کہ یہ ہر وقت ہماری ہی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے وہ دلائل یاد کر لئے ہیں جو وفات مسیح وغیرہ کے ثبوت میں ہماری طرف سے پیش کئے جاتے ہیں اور جب کوئی ایسا موقعہ پیش آتا ہے۔ جب کسی غیر احمدی مولوی سے

وفاتِ مسیح پر بحث

کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں مرکز سے مبلغ کیا منگوانا ہے میں اس سے بحث کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ قرآن کریم کے رُو سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور ایسی اعلےٰ درجہ کی بحث کرتے ہیں۔ کہ مخالف مولوی لاجواب ہو جاتے ہیں۔ دوستوں نے سنایا۔ کہ ان میں تبلیغ کا ایسا اعلیٰ ملکہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ مخالف مولویوں کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔ اسی طرح

سیالکوٹ کے ضلع میں ایک ہندو صاحب

ہیں۔ اُن کے متعلق بھی دوستوں نے بتایا۔ کہ انہوں نے اسلامی مسائل خوب یاد کر لئے ہیں۔ اور مخالفوں سے ہاری جگہ بحثیں کرتے رہتے ہیں۔ تو یہ ایک بھاری فائدہ ہے جو اس

دفعہ ہمیں حاصل ہوا ہے۔ اور میں دوستوں کو تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ آئندہ

ہندو صاحبان کو بہت کثرت کے ساتھ

اپنے ہمراہ لانے کی کوشش کیا کریں۔ ہم ان کے کھانے کا الگ انتظام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ایک ہندو باورچی رکھ کر ان کے لئے کھانا تیار کیا جاسکتا ہے۔ گو اب ہندوؤں کا تعلیم یافتہ طبقہ مسلمانوں کے ساتھ کھانے پینے لگ گیا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کے لئے الگ انتظام کیا جا سکتا ہے۔ گو اس دفعہ ہندو دوستوں کے لئے جب الگ انتظام کیا گیا۔ تو ان میں سے بعض نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ جس طرح باقی لوگ رہتے ہیں۔ اسی طرح ہم رہیں گے۔ ہمارے لئے کسی الگ انتظام کی ضرورت نہیں۔ درحقیقت اس قوم میں دیر سے تعلیم ہونے کی وجہ سے ایک وقار پیدا ہو گیا ہے۔ اور ایسی

سعادت کے آثار

ان میں پائے جاتے ہیں۔ جو بہت ہی قابل تعریف ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم ہندو دوستوں کے لئے الگ انتظام کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اپس دوستوں کو چاہئے۔ کہ وہ آئندہ سال خصوصیت کے ساتھ ہندو دوستوں کو اپنے ہمراہ لانے کی کوشش کریں۔ غرض تبدیلی مذہب کے نقطۂ نگاہ سے ہر بات کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ اور محض اس وجہ سے ان کو اپنے ہمراہ لانے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے کہ انہوں نے کونسا مسلمان ہو جانا ہے۔ کیونکہ ان کو یہاں لانے کی غرض صرف یہی نہیں کہ وہ مسلمان ہو جائیں بلکہ ہماری غرض یہ بھی ہے۔ کہ وہ

احمدیت کا نقطۂ نگاہ

سمجھنے کے قابل ہو جائیں۔ اور انہیں پتہ لگ جائے کہ ہم کیا کہتے ہیں۔ پس میں دوستوں کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلا دیتا ہوں۔ اور چونکہ آج بہت سے دوستوں نے ساڑھے تین بجے کی گاڑی سے واپس جانا ہے۔ اس لئے خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ ہاں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں جمعہ کی نماز کے ساتھ ہی عصر کی نماز بھی جمع کر کے پڑھا دونگا تاکہ وہ دوست جنہوں نے جانا ہے جاسکیں۔

اہم ملکی حالات اور واقعات

مسلمانوں کے حقوق اور گاندھی جی

گاندھی جی نے مسئلہ اقلیات کے متعلق جو سکیم تیار کی ہے۔ اس کی نوعیت کانگرسی وزارتوں کے نام ایک بیاض ہدایات" کی ہے۔ سکیم میں اس رویہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو کانگرسی وزارتوں کو اقلیات کے متعلق علی الخصوص مسلمانوں کے بارے میں اختیار کرنا چاہئے۔

سکیم میں اس نکتہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ کانگرس نے ایک سیاسی جماعت کی حیثیت سے اسوقت جبکہ وہ برسر اقتدار نہ آئی تھی۔ اقلیات کے متعلق اپنی پالیسی کی تشریح کر دی تھی اب جبکہ کانگرس نے حکومت کی ذمہ داری کا بوجھ آٹھ صوبوں میں اپنے کندھوں پر اٹھا لیا ہے۔ اس کی پالیسی کے بیان کردہ اصولوں کو دوبارہ بیان کر دینا اور کانگرسی صوبوں کے نظم ونسق حکومت میں اس پالیسی کو لباس عمل پہنانا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں کانگرس کی طرف سے وزارتوں کے قبول کئے جانے کے ساتھ مسلمانوں کی بعض شکایات کانگرسی حکومتوں کے روبرو پیش کی گئی ہیں۔ اور ان شکایات کے پیش نظر مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ کانگرس کو ان شکایات کی احتیاط کے ساتھ جانچ پڑتال کرنا چاہئے۔ اور ان شکایات کے وجوہ کو معلوم کرنا چاہئے۔ اور اگر تحقیقات پر ثابت ہو جائے کہ چند شکایات غلط فہمی کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ تو کانگرس کو اپنی پالیسی ایک مرتبہ اور واضح کرنی چاہئے۔ بنا بریں عاملہ کانگرس اس مسئلہ پر اپنی خاص توجہ مبذول کرتی رہی ہے۔ اور اس مسئلہ پر غور وبحث میں معقول وقت صرف کرتی رہی۔ اور اس کی خواہش ہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں کانگرسی وزراء کو مناسب ہدایات دے۔

سکیم کے مسودہ میں جن اہم نقاط پر غور وخوض کیا گیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مجالس مقامی۔ بلدیات وغیرہ ادارات میں اقلیت علے الخصوص مسلمانوں کے سیاسی حقوق۔

۲۔ مختلف ملازمتوں میں اقلیت علے الخصوص مسلمانوں کے لئے کافی نیابت کا انتظام عمل میں لانے کی ضرورت

۳۔ اقلیت علے الخصوص مسلمانوں کے لئے حصول تعلیم کی پوری آسانیاں بہم پہنچانے

نظارت تالیف وتصنیف کا ضروری اعلان

اخبار الفضل کے ذریعہ کئی بار اعلان کیا جاچکا ہے کہ آئندہ سلسلہ کی طرف سے کوئی کتاب یا ٹریکٹ یا رسالہ وغیرہ بغیر منظوری نظارت تالیف وتصنیف چھپنے اور شائع ہونے نہ پائے اگر اس کی خلاف ورزی ہوئی تو ایسی کتاب کی اشاعت جو بغیر منظوری نظارت ہذا طبع کرائی گئی ہو۔ بند کر دی جائے گی۔ باوجود اس کے دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض دوست نظارت تصنیف کی اجازت کے بغیر کتب یا ٹریکٹ وغیرہ شائع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے بعض حصے اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کے سراسر خلاف یا غلط حوالہ جات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور مخالفین ایسی باتوں کو جماعت کی طرف منسوب کر کے مغالطہ اندازی کرتے ہیں۔ اس لئے پھر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ کوئی دوست بغیر اجازت نظارت کوئی کتاب وغیرہ شائع نہ کریں۔ ناظر تالیف وتصنیف

تحریک امانت جائیداد دس سالہ میں حصہ لینے والے احباب کی توجہ کیلئے

جن احباب جماعت نے تحریک امانت جائداد دس سالہ میں حصہ لیا ہوا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی چندہ عام حصہ آمد وچندہ جلسہ سالانہ کے بقایا دار ہوں تو چونکہ تحریک مذکور ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے ان کیلئے موقعہ ہے۔ کہ اپنی امانت جائداد کی رقم کو چندہ عام۔ حصہ آمد وچندہ جلسہ سالانہ ۳۸ میں منتقل کر کے ادائیگی بقایا سے سبکدوشی حاصل کرلیں۔ ناظر بیت المال

کی اہمیت۔

مزید برآں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جہاں ضرورت پیش آئے۔ کانگرسی حکومت مسلمانوں کو پورے طور پر تعلیم دلانے کے لئے سکول قائم کرنے کا انتظام کرے۔ سکیم میں کلچر، زبان اور مذہب وغیرہ کے تحفظ کے متعلق کانگرسی پالیسی کا اعادہ کیا گیا ہے۔ مساجد کے روبرو باجہ بجانے اور ذبیحہ گاؤ کے متعلق معاملہ میں سکیم اس بات پر زور دیتی ہے۔ کہ کانگرسی حکومتیں۔ رسم ورواج کا احترام کریں۔ اور مسجد کے روبرو باجہ بجانے کے معاملہ میں جذبات کو مجروح نہیں کیا جا رہا۔ اور ذبح گاؤ کے معاملے میں ہندو جذبات کا احترام ملحوظ رکھا جائے۔ جھنڈے کے تنازعہ کے بارے میں بعض ہدایات میں کانگرسی گورنمنٹوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ صرف اس حالت میں جب کہ اتفاق رائے موجود ہو۔ سرکاری عمارات پر سہ رنگا جھنڈا لہرائے۔ اسی طرح بندے ماترم کا ترانہ گانے کے متعلق سکیم میں بتایا گیا ہے کہ کانگرس نے ہی اس ترانہ کے قابل اعتراض حصوں کو حذف کر دیا ہے اور اس امید کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس ترانہ کے دوسرے حصوں کے بارے میں مسلمان غیر معقول روش اختیار نہ کریں گے کیونکہ یہ حصے کلیتہً بے ضرر ہیں۔

اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کمیٹی ۳۔ افسروں اور ۱۱ غیر سرکاری ممبروں پر مشتمل ہوگی۔ مسٹر وگرس ایجوٹنٹ جنرل آف انڈیا کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ دوسرے دو افسروں میں مسٹر اوگلوی ڈیفنس سکرٹری اور بریگیڈ ٹرانکپ ہیں۔ ۱۱ غیر سرکاری ممبروں میں سے ۴ کونسل آف سٹیٹ کے ممبر ہیں اور ۴ سنٹرل اسمبلی کے۔ باقی ممبروں میں سر اے پی پٹرو۔ خورشید احمد خاں۔ مسٹر یاسن کیپٹن دلیپ سنگھ اور سر شیر بہادر خان بھی ہیں۔ سنٹرل اسمبلی کے باہر کے ممبروں میں سے سر مظفر خان۔ سر جوگندر سنگھ اور ڈاکٹر مونجے ہیں۔ نواب مظفر خان فوج میں پنجابی مسلمانوں کے خیالات کی بھی ترجمانی کریں گے۔ فرقہ وارانہ لحاظ سے کمیٹی میں ۵ ہندو۔ ۴ مسلمان۔ ایک سکھ اور ایک اینگلو انڈین ہیں۔ مگر صوبائی نقطہ نگاہ سے ۶ پنجابی ۲ مرہٹے۔ ایک مدراسی اور ایک براری ہے

فرنٹیر ہندو مذہبی اوقاف بل اور ہندو

فرنٹیر اسمبلی میں ڈاکٹر سی۔ سی۔ گھوش کے پیش کردہ ہندو مذہبی اوقاف بل کے متعلق سناتن دھرم پرتی ندی سبھا پنجاب لاہور نے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ چند خود غرض لوگوں کے سوائے تمام ہندو عوام متفقہ طور پر اس بل کے حق میں ہیں۔ اور پُر زور درخواست کرتے ہیں۔ کہ یہ بل جلد از جلد قانون کی شکل میں پاس کر دیا جائے۔ سبھا کی رائے ہے کہ بل کو زیادہ مفید اور رائے عامہ کے مطابق بنانے کے لئے سیلیکٹ کمیٹی ذیل کی ترامیم منظور کرے۔

موجودہ بل کا مقصد صوبہ سرحد کے ہندو منادر اور مذہبی اوقاف کے نظم ونسق کو بہتر بنانا ہے۔ مگر اس بل کے احاطہ اثر میں ہندو متبرک مقامات چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ بعض اوقات مذہبی اوقاف، مندر متبرک مقام میں تمیز کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اس لئے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ (۱) ہندو متبرک مقامات بھی اس بل کے احاطہ اثر میں شامل کر دیئے جائیں۔

(۲) متبرک مقامات کی ذیل میں یہ مقامات شامل کئے جائیں۔ کوئی چشمہ۔ کوئی پہاڑ کا کوئی حصہ۔ کسی تالاب یا جھیل کے کنارے جو کہ کسی ہندو دیوتا۔ دیوی۔ اوتار۔ رشی۔ منی کے نام پر متبرک مانا گیا ہو۔ یا کسی مذہب کے کسی گورو کے نام سے تعلق رکھتا ہو۔ یا اس کے نام سے موسوم کیا گیا ہو۔ یا اس کی یادگار میں بنایا گیا ہو۔ اور وہ گورو پورانوں میں کوئی اوتار۔ دیوی۔ دیوتا۔ رشی۔ مہرشی۔ منی۔ مانا گیا ہو۔ یا کوئی ایسا شخص ہو جس کو ہندو سمپردایوں کا بانی مبانی جیسے کہ دسنامی سنیاسی بیراگی یوگی۔ اداسی۔ کبیر۔ پنتھی۔ غریب داسی دادو پنتھی۔ فقیر شاہی ستھرا شاہی سیوا پنتھی چرن داسی دیترو یا موجودہ زمانے کے کسی مت یا سمپردائے مثلاً ویدانتی۔ ویشنو شیو بھگتی مت کا بانی مبانی ہو یا اس کے ساتھ تعلق رکھتا ہو

خطبہ نمبر کے خریداروں کو ضروری اطلاع

خطبہ نمبر کے مندرجہ ذیل خریداروں کا چندہ ۳۱ دسمبر ۳۸ء سے ۳۱ جنوری ۳۹ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ یہ اصحاب براہ مہربانی ۳۱ جنوری ۱۹۳۹ء تک اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ دفتر محاسب ارسال فرمادیں بصورت دیگر فروری ۱۹۳۹ء میں شائع ہونے والا پہلا خطبہ نمبر ان کی خدمت میں وی پی ارسال ہوگا۔ احباب مطلع رہیں۔ (مینیجر)

نمبر خریداری — نام

- ۸۰۔ سری کرشنا صاحب
- ۱۶۲۔ بابو غلام حسن صاحب
- ۱۷۴۔ سید ہدایت علی شاہ صاحب
- ۱۸۷۔ سید محمد یوسف شاہ صاحب
- ۳۸۲۔ عبد المجید صاحب
- ۴۱۲۔ نعمت علی صاحب
- ۴۱۸۔ حشمت علی صاحب
- ۴۲۰۔ عبد الصمد خان صاحب
- ۴۸۷۔ منشی نذیر الدین صاحب حکیم
- ۵۰۹۔ محمد عبد اللہ صاحب
- ۵۱۴۔ محمد خورشید عالم صاحب
- ۵۱۷۔ سلطان علی صاحب و محمد علی صاحب
- ۵۱۸۔ عنایت اللہ صاحب
- ۵۴۱۔ عمر علی صاحب و یوسف علی صاحب
- ۵۶۶۔ مسٹر فریدون صاحب
- ۵۸۷۔ علی حسن صاحب
- ۵۹۹۔ بشیر احمد صاحب
- ۶۱۷۔ شاہ محمد صاحب
- ۶۲۲۔ فیض احمد صاحب
- ۶۲۵۔ ملک عطاء اللہ صاحب
- ۶۲۱۔ عبد الرحمٰن صاحب
- ۶۲۷۔ محمد اکبر خان صاحب
- ۶۳۲۔ عبد المجید صاحب
- ۶۳۴۔ اے۔ ایف خان صاحب چوہدری
- ۶۳۵۔ ڈاکٹر امتیاز الحسن صاحب
- ۶۳۷۔ عبد المجید صاحب
- ۶۴۲۔ دلی داد صاحب
- ۶۵۱۔ علی محمد صاحب
- ۶۵۸۔ انڈین سپورٹس کلب گنگا دی
- ۶۶۶۔ ماسٹر سعد اللہ خان صاحب
- ۶۷۱۔ سید امیر احمد صاحب و شوکت علی صاحب
- ۶۷۷۔ ملک علی بخش صاحب
- ۶۸۷۔ مریم خاتون صاحبہ
- ۶۸۸۔ چوہدری اکبر علی صاحب
- ۶۹۱۔ بابو نذیر احمد صاحب
- ۶۹۳۔ فتح محمد صاحب
- ۶۹۵۔ ڈاکٹر عبد الحق صاحب
- ۶۹۶۔ اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد حنیف خان صاحب
- ۷۰۳۔ چوہدری نور احمد صاحب و بابو احمد جان صاحب
- ۷۲۸۔ ایم۔ ایم۔ قریشی صاحب
- ۷۳۲۔ چوہدری محمد حسن صاحب و فضل احمد صاحب کیمل پور۔
- ۷۳۴۔ احمد علی صاحب
- ۷۳۵۔ محمد شفیع صاحب

سینڈ ہرسٹ کمیٹی کے ممبران کے متعلق اعلان

پہلے تجویز تھی کہ کمیٹی کے ۵ اسمبلی کے ۳۔ افسر اور بارہ غیر سرکاری ممبر۔ مگر اب

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اعلان

(گذشتہ سے پیوستہ)

گذشتہ اعلان کے بعد دارالامان کے مندرجہ ذیل اصحاب اپنی روایات لکھ کر دفتر ہذا میں ارسال فرما چکے ہیں۔

۲۰۔ چوہدری سلطان احمد صاحب ولد چوہدری نور علی صاحب دارالبرکات
۲۱۔ میاں الہ دین صاحب ولد میاں احمد الدین صاحب مہاجر۔
۲۲۔ ماسٹر محمد بخش صاحب ٹیچر ہائی سکول قادیان
(۲۳) میاں احمد اللہ خان صاحب احمدی پسر میاں قدرت اللہ خان صاحب
(۲۴) حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ
۲۵۔ ماسٹر عبدالرؤف صاحب بھیروی۔
۲۶۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب
۲۷۔ ڈاکٹر غلام غوث صاحب
۲۸۔ سید مہدی حسن شاہ صاحب
۲۹۔ ملک غلام حسین صاحب
۳۰۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی
۳۱۔ میاں خدابخش صاحب مومن ولد میاں کریم بخش صاحب دارالرحمت
۳۲۔ شیخ عطا محمد صاحب پٹواری
۳۳۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب
۳۴۔ مولوی ظہور حسین صاحب ٹیچر نصرت گرلز سکول قادیان۔

(نظارت تالیف و تصنیف)

حضرت مسیح علیہ السلام کشمیر میں

رسالہ نیرنگ خیال ۱۹۳۳ء کا فائل نظر سے گذرا جس میں ماہ ستمبر ۱۹۳۳ء کے رسالہ میں ایک مضمون "لداخ اور بلتستان" کے عنوان سے صوفی محمد حسین صاحب بی۔ اے لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جس میں صوفی صاحب نے اپنے سفر لداخ کا ذکر کرتے ہوئے مملکت کشمیر کے دور دراز علاقوں کے مشہور مقامات کا حال دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ لداخ میں بودھ مذہب کا ذکر کرتے ہوئے صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں۔ "لداخ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر ہمس کی مشہور اور قدیم خانقاہ ہے۔ ایک یورپین سیاح نے اپنی کتاب موسومہ بہ [illegible] میں تحریر کیا ہے۔ کہ اس خانقاہ میں کئی پرانے د[illegible] دستاویزیں اور کاغذات موجود ہیں۔ جن میں مسیح علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ اور ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ مسیح نے چند سال اس خانقاہ میں بسر کئے ہیں۔ اور اس جگہ سے جانے کے بعد اس نے عیسائیت کی تبلیغ شروع کی تھی۔ اس کے خیال کے مطابق مسیحی عقائد میں بدھ کی تعلیم کی کچھ جھلک موجود ہونے کی بھی یہی وجہ ہے کہ بودھ مسیح علیہ السلام کو بھی بودھ کا ایک اوتار مانتے ہیں؟"

افسوس ہے کہ صوفی صاحب موصوف نے یورپین مصنف اور کتاب کا نام نہ لکھ کر حوالہ کو ادھورا رہنے دیا۔ خیر پھر بھی یہ عبارت شاید ان لوگوں کے لئے تسلی کا باعث ہو۔ جو ہمارے عقیدہ وفات مسیح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کشمیر میں آنے کی تردید کرتے رہتے ہیں کیونکہ صوفی صاحب ہماری جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔

ملک برکت علی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کنجاہ

فارم نمبر ۲ ۱۹۳۴ء

فارم نوٹس زیر تحتی دفعہ (۱) دفعہ ۱۳ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب

قواعد ۱۲ و ۱۳ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

ہرگاہ منکہ گوردت سنگھ ولد فتح سنگھ ذات جٹ سکنہ درویش کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ قرضدار نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور مسمی سمپورن سنگھ وغیرہ کے قرضہ جات کے تصفیہ کے لئے ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ کی رائے میں یہ مناسب ہے۔ کہ قرضدار مذکور اور اس کے قرضخواہ کے مابین تصفیہ کرانے کی کوشش کی جائے۔ لہذا جملہ قرضخواہان کو جن کا قرضدار مذکور مقروض ہے۔ کہ بذریعہ تحریر ہذا حکم دیا جاتا ہے۔ کہ تم نوٹس ہذا کی تاریخ اشاعت سے دو مہینے کے اندر ان جملہ قرضہ جات کا ایک تحریری نقشہ جو ان کو قرضدار مذکور کی طرف سے واجب الادا ہیں۔ بتاریخ ۸/۳/۳۹ دفتر بورڈ واقع ڈسکہ میں پیش کرو۔ بورڈ مذکور بوقت دس بجے صبح قبل دوپہر تاریخ ۸/۳/۳۹ بمقام ڈسکہ نقشہ ہذا کی پڑتال کرے گا۔ جب کہ تمہیں بورڈ کے سامنے پیش ہونا چاہئیے۔

۲۔ نیز جملہ قرضخواہوں کو لازم ہے کہ ایسے نقشہ کے ہمراہ ایسے جملہ قرضہ جات کی مکمل تفاصیل پیش کرو۔ اور اس کے ساتھ ہی جملہ دستاویزات بشمول بہی کھاتہ کے ان اندراجات کے جن پر وہ اپنی دعاوی کی تائید میں انحصار رکھتے ہوں پیش کرو۔ اور اس کے ساتھ ہر ایک ایسی دستاویز کی ایک مصدقہ نقل پیش کرو۔

۳۔ اس بارہ میں مزید کارروائی بمقام ڈسکہ بتاریخ ۸/۳/۳۹ کی جائے گی جبکہ جملہ قرضخواہوں کو بورڈ کے سامنے پیش ہونا چاہئیے۔ مورخہ ۱۰ ماہ جنوری ۱۹۳۹ء

(دستخط) جناب سردار رشو دیو سنگھ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

(بورڈ کی مہر)